جناب سید ھاشمی فرید آبادی

بزمِ شیرزاد

سلطان مسعود کریم خلف سلطان ابراہیم غزنوی کے بارہ بیٹوں میں تیسرا شیرزاد تھا۔ تاریخوں میں اور مسعود سعد سلمان کے دیوان میں بھی اسے دو دو لقب "کمال الدولہ" اور "عضد الدولہ" سے ملقب کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے پہلا اور بعد میں دوسرا عطا ہوا تھا۔ لاہور کا نائب السلطنت بنائے جانے کے وقت اس کی عمر مشکل سے بیس سال کی ہوگی۔ کیونکہ اس کا باپ ۴۵۳ھ/۱۰۶۱ء میں پیدا اور ۳۸ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ سلطنت پانے کے بعد ہی ۴۹۳ھ یعنی دسویں صدی عیسوی کے آخری سال میں نئے بادشاہ نے شہزادے کو خلعت نیابت پہنایا اور ہندوستان کا نائب السلطنت بنا کے لاہور بھیجا۔ ابوالنصر ہبۃ اللہ فارسی شہزادے کا مدار المہام اور ہندوستان کا سپہ سالار نامزد کیا گیا تھا۔ استاد روؔنی کا ایک قصیدہ اس امیر کی مدح میں ملتا ہے مگر شیرزاد کی علاحدہ مدح نہ ہونے سے گمان ہوتا ہے کہ وہ شہزاد کے دربار میں رسائی پانے سے پہلے خود خدا کے حضور میں پہنچ گیا تھا۔ صرف مسعود سعد سلمان شیرزاد کی رسم خیر مقدم انجام دیتا ہے۔

ز بار نامہ دولت بزرگی آمد سود — بدیں بشارت فرخندہ شاد باید بود
نمونہ ز جلالت بد ہر پیدا شد — ستارۂ ز سعادت بخلق روئے نمود
بدیں سعادت، لوہور خلعتے پوشید — ز کامرانی تا روز شادمانی بود

لاہور والوں نے اس کی آمد کا جشن ایسے زور سے منایا کہ دو ہفتے تک رات کو کوئی ذرا بھی نہیں سویا:

ز بس نشاط کہ در طبع مردماں آویخت — دریں دو ہفتہ بہ شب ہا یک آدمی نغنود
نشست شاہ بہ سُور و ہمیشہ سورش باد — مراد دل ازکشتہ غدید و درود
شہ مصاف شکن شیرزاد شیر شکر — کہ جادہ کفر بہ پولاد ہندوی پالود
ز شور فرخ تو روئے خرمی افروخت — ز فتح شامل تو جاں کافری فرسود
بہ باغ لہو تو رامش چو ارغواں خندید — ز شاخ مدح تو دولت چو عندلیب سرود
بقائے باد کہ امروز مایۂ دولت — نہ روزگار بقائے ترا شناسد سود
زمانہ و فلک رہ نماد یاری گیر — خدائے گاں و خدا از تو راضی و خوشنود

شہزاد کی بزمِ نشاط کی رنگین تصویر مسعود سعد سلمان کا قلم ہمارے لئے کھینچ گیا ہے۔ اُس کی یہ دل کش و نادر مثنوی پڑھئے تو معلوم ہوتا ہے ساڑھے آٹھ سو برس پہلے کے لاہور کے شہریوں سے ملاقات کر رہے ہیں۔ اس کا آغاز ہندوستان کی بہار یعنی برسات کی کیفیت دکھانے سے ہوتا ہے۔ برسات پر اٹھارہ بیت ہیں، جن میں موسم کے اثرات، خنکی، سرسبزی، طراوت کو خوبی سے قلم بند کیا ہے :

برشکال اے بہار ہندستاں — اے نجات از بلائے تابستاں
دادی از تیر مہ بشارت ہا — باز رستیم ازاں حرارت ہا
ہر سُو از ابر شکرے داری — در امارت مگر سرے داری
بادہائے تو منبع ہا دارند — منبع ہائے تو تیغ ہا دارند

جب موسم عیش و نشاط کی دعوت دے تو پھر کسی کے مے نوشی کرنے پر اسے معذور سمجھنا چاہئے :

گرچہ خُرّم شدہ ست لوہا دور — باشد آنکس کہ می خورد معذور
در دل افروز مجلس عضدی — از ہمہ نوع نعمتِ ابدی
شاہ بر تخت جام بادہ بدست — روزگار از نشاط او سرمست
عضدالدولہ آنکہ دولتِ حق — دست او کردہ برجہاں مطلق

پھر شہزادے اور اس کے باپ "بادشاہِ زمین ملک مسعود" کی رسمی تعریفوں کے بعد ارکانِ بزم کا تذکرہ آتا ہے :

(۱) خواجہ ابو نصر۔ شاعر نے خواجہ ابو نصر پارسی کے تذکرہ میں لکھا ہے :

خواجہ بونصر پارسی کہ جہاں — ہیچ ہمتا ندارد ش ز مہاں
مجلسِ شاہ را چناں باشد — کہ بدن را لطیف جاں باشد
چوں زمے دلش مست و خورم شد — جدّ و ہزلش تمام درہم شد
لیتے طرفہ درمیاں افگند — ثلث شہنامہ در زباں افگند
ساتگینے گرفت و بس برخاست — دولتِ شہ زپاک یزداں خواست

شاعر نے لفظوں میں خواجہ کی خاصی بولتی چالتی تصویر اُتار دی ہے کہ نشہ چڑھتا ہے تو شاہ نامے کے سینکڑوں شعر پڑھتا چلا جاتا ہے۔ پھر چلتے چلتے ایک پیالے پر اور ہاتھ مارتا ہے اور دعائیں دیتا ہوا کھڑا ہو جاتا ہے۔

(۲) امیر بہمن۔ نیک، نیکنام، خاندانی امیر ہے۔ آداب تہذیب سے خوب واقف، خوش دلی کی بات ہی

منہ سے نکالتا ہے:

"بیشتر لفظ خرمی گوید دل ازاں خرمی ہمی جوید
رسم مجلس چو اونداند کس در لطافت بدو نماند کس

(۳) سید ابوالفضائل تن وتوش میں پہلوان، جنگی آدمی ہے:

بوالفضائل کہ سیدیست اصیل زہرۂ شیر دارد و تن پیل

اس کے دم قدم سے مجلس کی رونق ہے۔شہزادہ دیکھ کر باغ باغ ہو جاتا ہے اسے مست کرنے کے لئے ۶ قدحے درکار ہیں۔بطور گزک کچے چکوترے کھاتا ہے۔اس کی بڑی کمزوری قمار بازی کی لت ہے اور کھیل میں طرح طرح سے چالاکی، دغا بازی کرتا ہے۔ہار جائے تو حریف سے لڑائیاں لڑتا ہے۔

راست گویم ظریف جانورے ست از لطافت براستی جگرے ست
چہ عجب گر زنانش فتنہ شوند از پس او بہ شہرہا بروند

(۴) امیر ماہو دیمی۔دوسرا سید جو شہزادے کا بہت عزیز ندیم ہے، امیر ماہو دیمی، مزاج کا ذہین و ظریف آدمی ہے ہزل و مزاح میں جواب نہیں رکھتا۔عیب ہے تو یہ کہ دوسرے کی برتری نہیں دیکھ سکتا:

برتر از دست خود ندارد کس عیب او ایں تواں نہادن و بس
از ہمہ چیز جاہ دارد دوست ایں ز اصل بزرگ و ہمت اوست

(۵) امیر کیکاوس۔اس کا ذکر یوں کیا ہے:

"در برابر امیر کے کاوس خوب و رنگیں نشستہ چوں طاؤس"

لیکن بناؤ سنگار کے شوق کے ساتھ نہایت قوی، پیل زور آدمی ہے۔سپاہیانہ مشاغل کو علمیت سے آراستہ کرتا ہے:

باچنیں قوت و چناں مردی ہست باہمت و جواں مردی
نیست خالی ز جنس جنس علوم خبرے دارد او ز شعر و نجوم

خرابی یہ ہے کہ ذاتی آمدنی کچھ نہیں۔باپ کی جائداد پر گزارہ ہے اور ادھر سے روپیہ ملنے کی توقع "خوف" کی صورت اختیار کر گئی ہے۔شاعر کا یہ نفسی مطالعہ قابلِ داد ہے۔لکھتا ہے:

"نیست عیبش مگر آنکہ بے سیم است ہمہ امیدش از پدر "بیم" است
چوں شود تنگ دست و درماندہ رُوئے صلح از پدر بگرداندہ
یلہ گردد ز شہر و گیرد راہ سوئے دہقاں کشد سپہ ناگاہ

یعنی باپ کی طرف سے ناامید ہوکر اس کی جاگیر کا رُخ کرتا ہے اور اپنے رفیقوں کی فوج سے ایک دم "نونہالہ" اور "گل ہری" کے موضعوں میں جا دھمکتا ہے اور جو کچھ مل سکے لوٹ کھسوٹ کرلاتا ہے:

منزل اوّل بنو نہالہ کند　　　تا نگرناں ازاں نوالہ کند

انگہ آید بدیہ "گل ہری"　　　شاید ار نام خوک او نبری

دو چار من جوار، چاول ہاتھ آجائیں تو یہی مالِ غنیمت لے کر بڑے کرّوفر سے واپس آتا ہے۔ گویا:

این ہمہ پُردلی بکار آرد　　　تیغ بر خاکِ خشک بگذارد

واضح رہے کہ جیو نہالا نام کا ایک گاؤں لاہور کے نواح میں ابھی تک موجود ہے، عجب نہیں کہ ان دنوں یہی امیر موصوف کے باپ کی جاگیر میں ہو اور اسی خاک پر یہ ترک تازیاں ہوئی ہوں

(۶) امیر شاہیں۔ شہزادے کا ندیم خاص، نہایت قوی ہیکل، شمشیر زن شخص ہے۔ پہلے ہوسِ جاہ میں مبتلا تھا۔ اب محفل میں شراب نوشی، لطیفہ گوئی کرتا ہے۔ ایک دفعہ رات کو نشے میں شہزادے کے سامنے ہی پسر گیا تھا۔ اس کے متعلق بہت سی "حکایات" مشہور ہیں۔ شاعر صرف سپاہ گری اور مردانگی کی مدح کرنا کافی سمجھتا ہے۔

(۷) ابوالقاسم دبیر۔ عمر میں کم، عقل میں مُسن، اعلیٰ درجہ کا انشا پرداز ہے۔ شراب پینے میں ضبط نہیں کر سکتا۔ قے کرنے کی نوبت آجاتی ہے کوئی اور جگہ نہیں ملتی تو قبا کی آستین سے طشت کا کام لیتا ہے۔ دس فراش منتظر کھڑے رہتے ہیں کہ پی کر مست ہو جائے تو اسے اُٹھا کر لے جائیں۔ اس شرمندگی میں کئی کئی دن حاضر نہیں ہوتا۔ اُمید ہے شہزادہ کی صحبت میں جلد سدھ جائے گا۔

(۸) حسین طبیب۔ فن میں ماہر، شہزادے کا محرمِ راز ہے۔ حکیم جالینوس کی غلطیاں نکالتا ہے۔ نرد کھیلنے میں مشّاق، نہایت خوش مزاج، خوش گفتار آدمی ہے:

در ہمہ حال آشکار و نہاں　　　علم ابدان شناسد و ادیاں

(۹) مسعود سعد سلمان۔ آخر میں شاعر نے خود اپنا تذکرہ بھی کیا ہے:

من کہ مسعود سعد سلمانم　　　کم تر و پس تر از ندیمانم

شاہ بے موجبے عزیزم کرد　　　وز ہمہ بندگاں پدید آورد

جائے من پیش خویشتن فرمود　　　تا مکان و محل من بفزود

حال آنکہ میں اب ایک بے کار، بیمار آدمی ہوں:

گہ سر از رنج دست می مالم　　　گہ ز درد شکم ہمی نالم

ساقی سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے زیادہ نہ پلائے مگر وہ کہاں مانتا ہے۔ جب تک معقول انعام وصول نہ کرے کوئی حیلہ نہیں چلنے دیتا۔

ارباب طرب

اوپر بزم کے معزز حاضرین وشعرا کا مذکور ہوئے۔ مگر اسے گرم رکھنے والے بہت سے منتخب قوال، نے نواز، رقّاص، نقّال وغیرہ ہیں جنہیں شاعر اسی طرح نام بنام سامنے لاتا اور ان کی ذات وصفات کا حال سناتا ہے:

اوّل محمد نے نواز جس کے گلے کو قدرت نے ارگن بنا دیا ہے جس وقت بانسری بجاتا ہے غم زدہ دل شاد ہو جاتے ہیں۔ اس کے طائفے میں ایک رقاصہ اور کئی سازندے ہیں۔ انہیں بات بات پر قمچیاں، لات، گھونسے مارتا ہے پیٹنے والوں کی حرکتیں اہلِ بزم کو ہنساتی ہیں۔ بوڑھا علی اس نوجوان رقیب سے حسد کرتا ہے۔ علی نے نواز کا نام بیس برس قبل ہم سیف الدولہ محمود کے اربابِ نشاط میں پڑھتے ہیں:

نشاط کن ملکا بر سماع نائے علی　　نبیذ رنگیں بخور، برکنار آب رواں

مگر اب محمد نامی اُس پر کچھ غالب آگیا ہے کہ یہ بوڑھا قوال رنج دیا اس میں اپنے پیشے سے توبہ کرکے خانہ نشین ہونے کی سوچتا اور اس طرح بڑبڑانے لگتا ہے:

من بخانہ چرا نہ بنشینم　　توبۂ باصلاح بگزینم
کار بے زر و بے وبال کنم　　کسب خویش از رہ حلال کنم

عثمان خوانندہ، یعنی گویّا غضب کا خوش آواز ہے۔ سرود پر اس کا گانا مست و مسحور کر دیتا ہے مگر ماہر فن ہونے کے ساتھ نہایت آوارہ و بدکردار جوان ہے۔ شراب پی پی کر بدمست ہو جاتا، گلی کوچوں میں آوارہ پھرتا، راتوں میں قحبہ خانوں میں پڑا رہتا ہے۔

اسفندیار چنگی، چنگ بجانے میں جواب نہیں رکھتا اور ہمیشہ خلعت و نقد سے نوازا جاتا ہے۔ مگر اسے قماربازی کا ایسا چسکا ہے کہ دربار سے نکلتے ہی خلعت شاہی کے کوڑے کر ڈالتا ہے۔ بعض دفعہ کپڑے لتے تک گروی کر دئے فقط پاجامہ پہنے قمار خانہ سے گھر گیا حتیٰ کہ اپنا ساز یعنی چنگ تک بیچ ڈالا اور دوسروں سے مانگ کر کام چلایا کبھی کبھی اپنے دل سے زیر لب باتیں کرتا اور باپ کی دولت کی جب کہ وہ کسی شہر کا حاکم تھا یاد دلاتا ہے، اسے شاعر نے بڑے لطف سے ادا کیا ہے:

چوں سگے قلتباں ہمی پوید　　با خود او نرم نرم می گوید
پدرم خسروِ سکا بادی　　بگذراند عمر در شادی

بیشتر گر نگو مُش بارے ، باشدش دہ ہزار دینارے

مگر کہتا ہے، وہ مرا تو اپنے ساتھ کیا لے گیا جو میں اس مفلسی میں لے جاؤں گا:

مرداں سخت گم رہند ہمہ ، پند بے منفعت دہند ہمہ

اے عجب ہر کہ او بخواہد مُرد ، جز قمار از جہان چہ خواہد بُرد؟

ایک سرود نواز چھوکرا جس کی بڑی قدر کی جاتی ہے، بہانے بنا بنا کے بھاگ جاتا اور اپنے اڈے سے پکڑا ہوا آتا ہے۔ شہزادہ اسے مارتا پھر انعام دے کر خوش کرتا ہے۔ وہ پھر اسی طرح بھاگ کر قحبہ خانے میں جا چھپتا ہے۔

زریں رحسن بربطی خوش اندام شخص تھا۔ سرستی کے عامل کے پاس بہت دن رہا اب لاہور میں ہے۔ طبلہ بجانے میں جواب نہیں رکھتا۔

ایک مُطربہ مسماۃ "پری" ہے :۔

قمری مجلس است و بلبلِ بزم ، بشگفاند نوائے او گُل بزم

کرد جعد سیاہ مرغولاں ، بہر مہر دستیزہ دولاں

دوسری "بانو" قوال ہے :۔

"سرفراز د شگرف و عیار است ، جلد و شوخ و ظریف و تن دار است

شاعر نے اس کے دیوث شوہر کا سخت مضحکہ کیا مگر آگے لکھ دیا ہے کہ یہ سب ہنسی کی باتیں تھیں:

ایں ہمہ ہزل بود و بازی بود ، آنچہ گفتم ہمہ مجازی بود"

آخر میں "ماہو" رقاص اس شان سے ناچتا آتا ہے کہ محفل پھڑک اُٹھتی ہے :

ماہوک درمیان چو بر گردد ، مجلس از خرمی دگر گردد

طِق طِق پائے او چو برخیزد ، شادی و لہو درہم آمیزد

مادر قحبہ را نکو خلف است ، روسپی زادہ را نکو علف است"

مزاح گستاخ کی معذرت اور اس مناسب دعائیہ پر یہ دل چسپ مثنوی ختم ہوتی ہے :

تا بہ دل در نشاط و شادی باد ، دولت و ملک شیر زادی باد!

"بزم شیر زاد" کو اس زمانے کے مسلمان ملوک و اُمرا کے ذوقِ عیش و طرب کا ایک نمونہ سمجھ لیجیے۔ اسلام کے ابتدائی زہد و تقویٰ کے بجائے مسلمان امیر مدت سے ایسے ہی راگ رنگ کے مشغلوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔ عربوں کے طبقہ اعلیٰ کو یہی شوق کبھی کا پست اور اپاہج کر چکا تھا۔ اور اب ان کے ترک جانشینوں کے قوائے عقل و عمل میں گھن لگا رہا تھا۔